سفر
ارفع علی
Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

سفر

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

از قلم ارفع علی

All Rights Reserved

Copyright: Arfa Ali (Author)

Published by: Safar-e-Adab

Published On: safareadab.com

To get published with us, contact us via email or website:

safareadab.com

khanumaira@safareadab.com

adab@safareadab.com

Note: We don't charge anything to publish online. If anyone charges any kind of fee in order to publish your write-ups in the name of Safar-e-Adab, please don't try to go ahead with them and immediately report them using the contact us button on our website. Thank you

BEING THE STRING OF YOUR KITE

ضروری بات

سفر کے تمام جملہ حقوق لکھاری "ارفع علی" کے نام محفوظ ہیں۔ کہانی کا کوئی بھی حصہ کسی بھی صورت میں کسی دوسرے پلیٹفارم یا سوشل میڈیا پر پوسٹ کرنے سے پہلے لکھاری کی اجازت درکار ہو گی۔ بغیر اجازت کہانی کا استعمال کرنے والوں پر سخت کاروائی کی جا سکتی ہے۔

اس کہانی اور اس میں موجود کردار محض تصوراتی ہیں۔ کسی بھی حقیقی کہانی یا انسان سے ان کا کوئی واسطہ نہیں ہے۔ کسی بھی طرح کی مشابہت کو اتفاق سمجھا جائے۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"اچھا علی بیٹا آپ اپنا فون نمبر دے دو۔"

میں اس وقت ٹرین میں بیٹھا اپنی بیوی (لاریب) اور بیٹی نور کے ساتھ حیدر آباد جا رہا تھا۔

ہمارے سامنے ایک اور فیمیلی بھی بیٹھی تھی، جس میں بزرگ اور اس کے بیٹے سے میری اچھی خاصی دوستی ہو گئی تھی۔

"علی بیٹا آپ اپنا فون نمبر دے دو، ہم آنے والے اسٹیشن پر اتریں گے۔" اس بزرگ نے مجھ سے اپنا فون نمبر مانگا۔

میں نے اس بزرگ کو فون نمبر دے دیا۔

ٹرین اسٹیشن پر رکی، تو وہ بزرگ اپنے اہل و عیال سمیت اتر گیا، مجھے ان کے جانے کے بعد تھوڑا دکھ ہوا، وہ اتنے اچھے اخلاق والے انسان تھے، کافی گھنٹے بات چیت کرنے سے میری ان سے اچھی خاصی پہچان بن گئی تھی۔ "لیکن ان کا میرے ساتھ یہ سفر چند ہی گھنٹوں کا تھا، ان کے جانے پر میں نے اپنی نظریں گھمائیں تبھی ٹرین کے دروازے پر میری بے ساختہ نظر پڑ گئی اور مجھے اپنے چھ سال پہلے کئے گئے سفر کے مناظر یاد آئے۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

****

چھ سال پہلے جب میں اپنے دوست کی شادی کے سلسلے میں ملتان سے حیدر آباد واپس آ رہا تھا تبھی میرے سامنے بیٹھی لڑکی جو کب سے مجھے دیکھے جا رہی تھی، اس نے اپنی بوتل جان بوجھ کر میرے سامنے گرائی۔

"یہ بوتل اٹھا کر دے دیں۔" اس لڑکی نے معصومیت اپناتے ہوئے آنکھیں پٹپٹائیں۔

میں نے اسے نظر انداز کرتے ہوئے اپنا دھیان وہاں سے ہٹا لیا۔

وہ لڑکی مجھے گھورتے ہوئے خود بوتل اٹھانے لگی۔

اس کے بعد اس لڑکی نے بہت تنگ و دو کی مجھ سے بات کرنے کی، لیکن میں نے کانوں میں ہینڈ فری لگا لی۔

میں گرمی کے سبب تھوڑی دیر بعد اٹھ کر ٹرین کے دروازے کے پاس کھڑا ہو گیا، جب وہ لڑکی بھی وہیں پر آگئی۔

"کیا مسلئہ ہے آپ کے ساتھ؟" میں نے اس سے پوچھا۔

"آپ کب سے مجھے نظر انداز کر رہے ہیں۔" اس نے اپنی کاجل سے بھری ہوئی آنکھیں سکوڑ کر میری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں آپ کو جانتا نہیں ہوں، اور نا محرم عورت کو دیکھنا ایک مرد کو زیب نہیں دیتا ہے۔" میں نے اپنی نظریں ٹرین کے دروازے پر مرکوز کرتے ہوئے کہا۔ جہاں ہریالی ہی ہریالی تھی۔ ٹرین کے چلنے پر سارے مناظر پیچھے ہوتے جا رہے تھے۔ تھوڑا آگے سرسبز وادیوں کے حسین مناظر تھے جو دیکھنے والوں کو اپنی توجہ کا مرکز بناتے۔

"آپ تو بڑے سمجھدار لگتے ہیں، دراصل مجھے آپ بہت پسند آگئے ہیں، ہینڈسم اور ڈیسینٹ سے۔ اس لیے بات کی، نہیں تو میں ایسے کسی سے بھی بات نہیں کرتی ہوں۔" اس نے اس بار اپنے لہجے میں شائستگی سموئے ہوئے کہا۔

"میں اس کی یہ بات سن کر شرم کے مارے جانے لگا کہ ایک لڑکی ہوتے ہوئے وہ اتنی ڈھٹائی سے اپنی رائے کا اظہارِ خیال کر رہی ہے، جب اس نے میرے آگے آتے ہوئے مجھے روکا۔

"پلیز آپ مجھے اپنا نمبر دے دیں، میں ایسی ویسی لڑکی نہیں ہوں، آپ مجھے اپنی دوست سمجھ لیے۔" اس نے منت کرتے ہوئے کہا۔

"دیکھیں آپ سمجھنے کی کوشش کریں میں آپ کو ہرگز نہیں جانتا اور نہ ہی آپ مجھے۔ تو ایسے کیسے میں آپ کو اپنا نمبر دے دوں۔" اس بار میں نے اپنا لہجہ سخت کرتے ہوئے کہا۔

"آپ نمبر دے دیں، میں سچ میں آپ کو تنگ نہیں کروں گی، پلیز اگر اب نہیں دیا تو پھر آپ ذمے دار ہوں گے۔" اس نے چلتی ہوئی ٹرین کے باہر دیکھتے ہوئے کہا، جہاں دریائے سندھ کا پانی ٹھاٹھیں مار رہا تھا۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

اس کے اس طرح بولنے پر ناچار مجھے اپنا نمبر دینا ہی پڑا۔

وہ کچھ دیر مجھے دیکھنے کے بعد ڈبے میں جا بیٹھی۔

میں بھی اپنی جگہ پر بیٹھ گیا۔

حیدر آباد ریلوے اسٹیشن جیسے ہی آیا، میں وہیں پر اتر گیا، اور وہ لڑکی بھی وہیں پر اتری، اسے وہاں اترتے دیکھ کر مجھے دل ہی دل میں بہت غصہ آیا کہ وہ بھی ہمارے شہر کی ہے، لیکن جب وہ اپنے اہل و عیال کے ساتھ گاڑی میں بیٹھی، میرے جسم کے اندر سکون کی ایک لہر دوڑ گئی کہ ایک بلا سے جان چھوٹ گئی۔ میں بھی اپنے گھر کے راستے کی طرف گامزن ہو گیا۔

****

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR TALE

اس سفر کے دو دن بعد ہی اس لڑکی کے میسجز اور کالز آنا شروع ہو گئے۔ دو دن تک تو میں نے بہت نظر انداز کیا، لیکن اس کی مسلسل کالز آنے پر ناچاہتے ہوئے بھی میں نے اس کی کال اٹھائی۔

تب سے میرا سکون غارت ہونے والا ہے، مجھے قطعی معلوم نہیں تھا۔

اس نے اپنا نام تانیہ بتایا۔ اس کے بعد ہم دونوں کی روزانہ بات ہونے لگی۔ اب مجھے بھی اس میں دلچسپی محسوس ہونے لگی تھی۔

بالا آخر ایک دن اس نے مجھے فون پر اظہارِ محبت کیا۔ میری خوشی کا کوئی ٹھکانہ ہی باقی نہ رہا۔ میں نے بھی جواباً اس سے پیار کا اظہار کیا۔

اب ہماری بات چیت اور بڑھ گئی، میں نے اسے اپنی امی بابا کو ہمارے رشتے کی بات کرنے کے لیے اس کے گھر بھیجنے کا کہا۔ لیکن اس نے یہ کہہ کر منع کر لیا کہ پہلے تم کوئی اچھی نوکری تلاش کر لو۔

اس نے باتوں ہی باتوں میں مجھے بتایا تھا کہ اسے فوجی اور ڈاکٹر بہت پسند ہیں، میں نے بھی دل میں پُختہ ارادہ کر لیا کہ اب میں بھی آرمی جوائن کر کے اسے سرپرائز دونگا۔ لیکن تب مجھے قطعی معلوم نہیں تھا کہ اس سے پہلے ہی وہ مجھے بہت بڑا سرپرائز دے گی۔

کچھ دنوں بعد میں نے اپنے والدین کو حقیقت بتاتے ہوئے رشتہ لے جانے کا کہا۔ میرے والدین یہ سب سُن کر بھڑک ہی اٹھے۔

"ہم کسی انجان لڑکی کے گھر تمہارا رشتہ ہرگز بھی نہیں لے کر جائیں گے، تمہاری چچازاد سے ہم نے تمہارا رشتہ طے کیا ہوا ہے اور اسی سے تمہاری شادی ہوگی۔ "بابا نے دوٹوک بات کر کے مجھے چپ کروانا چاہا۔"

"لیکن بابا میں تانیہ کو پسند کرتا ہوں۔ "میں نے بھی ڈرتے ہوئے کہا، کہیں بابا کچھ کر ہی نہ ڈالیں۔

"ٹھیک ہے، اگر تم ایسا چاہتے ہو تو جاؤ جا کر انجان لڑکی سے شادی کر لو، اس کے بعد ہمارے گھر کی دہلیز پر اپنے قدم بھی مت رکھنا۔ "بابا کہہ کر ہانپتے ہوئے صوفے پر بیٹھ گئے۔ امی نے مجھے شکوہ کناں نظروں سے دیکھا تو میں کمرے سے باہر نکل گیا۔

****

ایسے ہی دن گزر رہے تھے، تانیہ پہلے کی نسبت اب مجھ سے کال پر کم بات چیت کرنے لگی تھی، میں کالز کرتا تو وہ پڑھائی یاں پھر گھر کے کام کرنے کے بہانے بناجاتی۔ میں بھی اس کو خوش کرنے کے چکر میں فوج میں بھرتی ہونے کے لیے گھن چکر بنا ہوا تھا۔

"اور پھر آٹھ مہینے کی بھاگ دوڑ اور سارے ٹیسٹ پاس کرنے کے بعد میرے پاس آرمی لیٹر آیا۔ میری خوشی کا کوئی ٹھکانہ ہی نہیں تھا۔ میں نے گھر میں سب کو بتایا، وہ سب تو مجھ سے بھی زیادہ خوش ہونے لگے۔ بابا تو مجھے دیکھ کر امی سے کہنے لگے۔ "چلو اچھا ہوا علی سدھر گیا،

اب لاریب سے اس کی شادی کے بارے میں سوچا جا سکتا ہے۔"

میں ان کی یہ بات سن کر دلبر داشتہ ہوتے ہوئے کمرے میں چلا آیا اور جیب سے موبائل نکال کر تانیہ کو کال کرنے لگا۔ میں کب سے اسے کال کیئے جا رہا تھا لیکن اس طرف سے کوئی جواب ہی نہیں آ رہا تھا۔

"کال اٹھاؤ، کیا مسلئہ ہے؟ "میں نے غصے سے میسج کیا۔

اور اگلے پانچ منٹ بعد اس نے مجھے کال کی۔

"کیوں بار بار کال کر رہے ہو؟ "تانیہ نے غصہ میں چیخ کر کہا۔

"کیا ہو گیا ہے تانیہ؟ سب ٹھیک تو ہے؟ "میں نے اس کے بدلے تیور اور اس کے غصے سے بات کرنے پر پوچھا۔

"سب ٹھیک ہے، آئندہ کے بعد مجھے کال مت کرنا، آج کے بعد میں تمہیں نہیں جانتی۔ "تانیہ یہ کہتے ہوئے کال کاٹنے لگی۔

اس کی یہ بات سن کر گویا میرے سر پر آسمان آ گرا ہو، میں نے اسے کال کاٹتے دیکھ کر جلدی سے اسے روکا۔

"تانیہ کیا ہوا ہے؟ میری کوئی بات تمہیں بُری لگی ہے تو بتا دو؟ پر ایسے تو مت بولو، تمہیں پتا ہے میں تمہیں آج ایک سرپرائز دینے والا تھا۔ "میں نے اپنی آنکھوں سے بہتے تواتر آنسوؤں کو ہاتھ سے پیچھے دھکیلتے ہوئے کہا۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

مجھے تمہاری کوئی بھی بات نہیں سننی، میری شادی میرے کزن سے ہو رہی ہے، وہ فوجی ہے۔ایک ہینڈ سم اور اچھا خاصا کمانے والا مرد، تو مہربانی کر کے آج تک جو ہم نے بات کی تھی، اسے ایک اچھا سا خواب سمجھ کر بھول جاؤ۔ "تانیہ نے مسکراتے ہوئے فون پر کہا۔

"لیکن تم نے یہ سب میرے بارے میں بھی تو کہا تھا اور ہم دونوں نے شادی کے خواب ایک دوسرے کے ساتھ ہموار کئے تھے، اب تم یہ سب کیسے کہہ سکتی ہو؟ "میں نے اپنے اوپر ضبط کے کئے بندھ توڑتے ہوئے اسے جھڑکنا چاہا۔

"کیا ہو گیا ہے علی؟ وہ تو ایک کشش تھی، جو مجھے تمہاری طرف لے کر آئی تھی، اور اب وہ ختم ہو چکی ہے، مجھے اُمید ہے، تمہیں میری بات سمجھ آگئی ہو گی اور اب تم مجھ سے دوبارہ رابطہ نہیں کرو گے۔ "تانیہ نے یہ کہتے ہوئے ہمیشہ کے لیے رابطہ منقطع کر لیا۔

میں فون کو پلنگ پر پھینکنے کے بعد زارو قطار رونے لگا۔ آج اس کی بے وفائی پر میں مرد ہوتے ہوئے بھی بلک بلک کر رو رہا تھا۔

****

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

میری فوج میں ٹریننگ شروع ہو چکی تھی۔ ایک نیا جذبہ ابھر کر سامنے آیا تھا۔

اس کی بیوفائی کی بدولت میں کم بولتا، ہر روز اس کے ساتھ ہوئی بات کو یاد کرتے ہوئے اذیت سے دو چار ہوتا۔

میں ٹریننگ کے بعد جیسے ہی گھر آیا، میرا پر زور طریقے سے استقبال کیا گیا۔

بابا اور امی نے مجھے بتایا کہ اگلے مہینے میری شادی کی تاریخ رکھی گئی ہے، میں نے بھی اس بار ان کی بات کی نفی نہیں کی، اب نفی کرنے کی وجہ ہی نہیں رہی تھی۔

****

اور پھر میری شادی کا دن بھی آ گیا۔ میں نے اپنی نئی نویلی دلہن کو پہلے ہی دن باور کروا دیا کہ میں اسے اس کے سب حقوق دوں گا۔ اس سے بڑھ کر مجھ سے کوئی اُمید نہ رکھے۔

لاریب تھی تو پڑھی لکھی، خوبصورت، دراز قد اس پر کمر سے نیچے تک آتے بال۔ "پر تھوڑی ڈرپوک قسم کی لڑکی تھی۔ وہ میری ہر بات خوش اسلوبی سے مانتی۔ میرا ہر کام وقت سے پہلے کر دیتی۔ لیکن میں نے کبھی اس کے بیوی والے ناز نخرے نہیں اٹھائے، مجھے لگتا تھا لاریب بھی تانیہ کی طرح کی ہی لڑکی ہے اور ابھی یہ سب اچھا بننے کا ناٹک کر رہی ہے۔

پندرہ دن کی چھٹی کے بعد میں اپنی ڈیوٹی کے سلسلے میں کراچی کینٹ چلا گیا۔ اور پھر وہاں سے میرا ٹرانسفر بارڈر کے پاس موجود ایک علاقے میں ہوا۔

میں اپنی ڈیوٹی میں انتہائی مشغول ہو گیا تھا۔ بارڈر پر حالات خراب تھے اور میرا ٹرانسفر وہی پر موجود آبادی والے علاقے میں ہوا تھا۔

سال ہونے والا تھا اور میں گھر نہیں گیا تھا۔ البتہ فون پر گھر والوں سے بات چیت ہوتی رہتی تھی۔

تبھی ایک دِن فون پر امی نے مجھے باپ بننے کی خوشخبری دی، میں دل کی گہرائیوں سے خوش ہوا اور اللہ کا شکر ادا کیا۔

****

اور پھر نو ماہ بعد میرے گھر میں بیٹی نے جنم لیا مگر میں پہلا باپ تھا، جو اپنی بیٹی کی پیدائش پر اپنی بیوی کے ساتھ نہیں تھا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

جیسے ہی حالات ٹھیک ہوئے، میں نے چھٹی پر جانے کی درخواست دائر کی اور پھر آخرکار دو دن کے بعد میری درخواست قبول کی گئی اور مجھے بیس دن کی چھٹیاں مِل ہی گئیں۔

میں اپنے تمام فوجی ساتھیوں سے مِل کر گھر کے لیے روانہ ہوا۔

دو دن کے سفر کے بعد گھر پہنچا، سب گھر کے افراد میرے منتظر بیٹھے تھے چونکہ میں نے سب کو پہلے ہی خبر کر دی تھی۔

میں نے لاریب اور اپنی بیٹی کو وہاں نہ پاکر امی سے پوچھا۔

"امی لاریب اور نور کہاں ہیں؟"

"علی دراصل تمہارے چچا کی طبیعت خراب تھی، اس لیے لاریب اور نور دو دن پہلے مظفر کے ساتھ سکھر گئی ہیں۔" امی نے گاجر تراشتے ہوئے بتایا۔

"ٹھیک ہے امی، میں صبح ان کو لینے کے لیے روانہ ہوں گا۔" میں کہہ کر کمرے میں چلا گیا۔

رات میں نے بڑی مشکل سے گزاری اپنی بیٹی کے لیے آیا تھا مگر وہ یہاں نہیں تھی۔

سردیوں کے دِن تھے، ہلکی ہلکی دھوپ نکلی تھی، صبح سے ہی ٹھنڈی یخ بستہ ہوائیں چل رہی تھیں۔

میں ناشتہ کرنے کے بعد امی بابا کو بتا کر سکھر کے لیے روانہ ہوا۔

کچھ گھنٹوں کی مسافت کے بعد میں چچا کے گھر پہنچ گیا۔

چچا اور چچی خوش اسلوبی سے مجھ سے ملے۔

تھوڑی دیر بیٹھنے کے بعد میں نے لاریب اور نور کے بارے میں پوچھا۔

"چچی لاریب اور نور کہاں ہیں؟ "دراصل میری کچھ دن چھٹیاں ہیں اگر آپ بُرا نہ مانیں تو میں ان دونوں کو اپنے ساتھ گھر لے جاؤں۔ "میں نے چائے کا کپ ہونٹوں سے لگاتے ہوئے کہا۔

"اس میں پوچھنے والی کونسی بات ہے علی،" الحمد اللہ اب میری طبیعت پہلے سے بلکل ٹھیک ہے، تم ان کو لے کر جا سکتے ہو۔ "چچی کے بجائے چچا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

تبھی لاریب نے وہاں آکر سلام کرنے کے بعد نور کو میری گود میں دیا۔ نور بلکل میری طرح تھی، لیکن اس کی بڑی بڑی آنکھیں بلکل لاریب کی آنکھوں جیسی تھیں۔

میں نے لاریب کی طرف دیکھا جو مجھ سے نظریں چرائے وہاں سے چلی گئی، مجھے محسوس ہوا جیسے وہ مجھ سے ناراض ہو۔

دوپہر وہاں ٹھہرنے کے بعد شام سات بجے کے قریب ہم تینوں ریلوے اسٹیشن کے لیے چچا کے گھر سے روانہ ہوئے۔

****

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

تبھی شور کی آواز پر میری سوچ کا طلسم ٹوٹا۔

میں نے اِرد گرد دیکھا تو مجھے معلوم ہوا، ہماری منزل آچکی ہے۔

"آج ٹرین میں بیٹھے ہوئے یہ بات میں نے بہت محسوس کی جو کہ مجھے بلکل حقیقت لگی، کہ ٹرین میں بیٹھا ہر مسافر کسی نہ کسی اسٹیشن پر اتر رہا تھا، یعنی ہر کوئی اپنی منزل پر اتر رہا تھا، اور کچھ مسافر انجانے ہی کیوں نہ سہی لیکن آپس میں باتیں کر رہے تھے،" ایسے ہی ہماری زندگی ہے اس میں بہت سارے لوگ آتے ہیں کچھ دوستوں کی صورت، کچھ انجان بن کر راستوں میں مل جاتے ہیں، لیکن سب ہمارے ساتھ تاعمر نہیں رہتے، بس وہی رہتے ہیں جن کی منزل جن کا اسٹاپ ہم ہوتے ہیں، میرے مطابق ہم بھی ایسی ہی جگہ (زندگی) کے سفر پر گامزن ہیں، جہاں لوگ مسافر کی

طرح آتے اور جاتے رہتے ہیں، تو ہمیں لوگوں کے چلے جانے پر غمگین نہیں ہونا چاہیے کیونکہ دنیا ایک مسافر خانہ ہے۔"

لاریب نور کو اٹھائے ٹرین سے اتر چکی تھی، میں نے جلدی سے اپنا سامان اٹھایا۔ مجھے گھر جا کر اپنی بیوی سے اپنے رویے کی معافی مانگنی تھی۔

اس کے مشکل وقت میں اپنی غیر موجودگی کی تلافی کرنی تھی۔

"میری زندگی کے سفر کی وہی ساتھی تھی، اور دنیا کے اس خوبصورت سفر میں اسی نے میرے ساتھ زندگی گزارنی تھی۔"

_________ختم شد_________

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

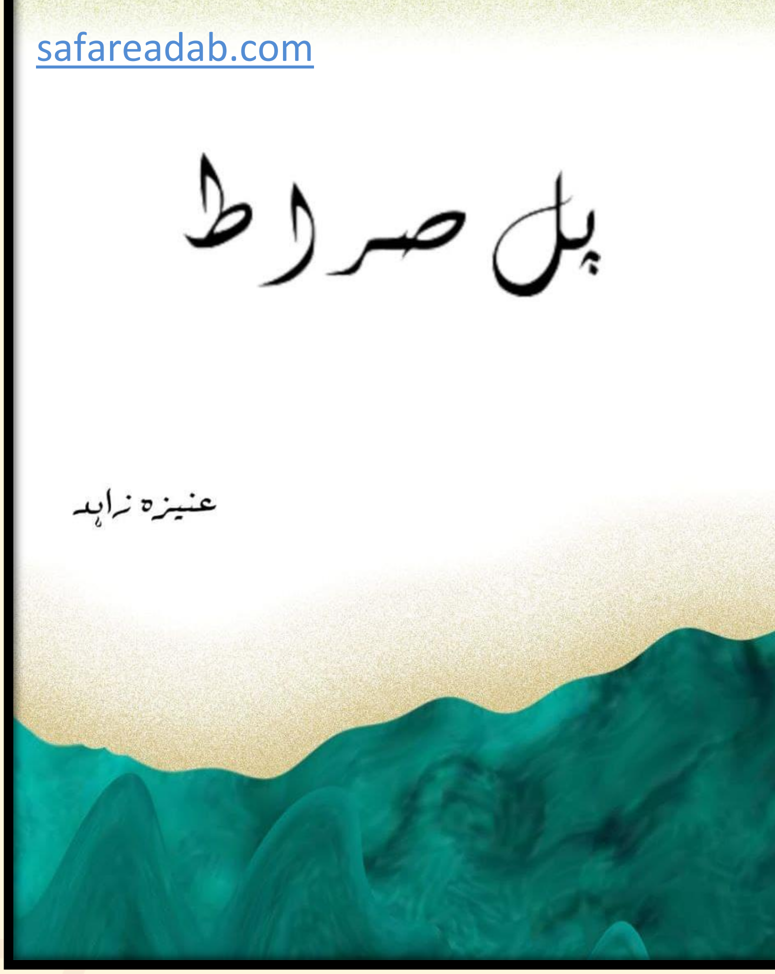

"تم مجھے ایک برا انسان سمجھتی ہو نا۔ مجھے پہچاننے میں تم سے ذرا سی غلطی ہو گئی۔ میں صرف برا نہیں، ایک بدترین انسان ہوں۔" وہ گلاس میں شراب انڈیلتے ہوئے ایک ٹرانس میں کہہ رہا تھا۔ شراب گلاس سے باہر گرنے لگی تھی پر اسے تو جیسے ہوش ہی نہیں تھا۔ پھر اس نے وہ گلاس اٹھایا اور اسکی طرف دیکھا۔

وہ خوف سے اپنی جگہ پر سمٹی۔ "کیا کہہ رہی تھی تم؟ اس وقت تمہارا کوئی موڈ نہیں ہے مجھ جیسے شرابی کے منہ لگنے کا؟" وہ خود سے سوال کرتا، خود سے جواب دیتا اس کے قریب بیٹھا۔ "اور یہ کہ میں نشئی ہوں؟ آج تمہیں بھی شراب کی لذت چکھاؤں گا۔" اس نے گلاس منال کے منہ کے قریب کیا۔

☆☆☆

'کبھی تو تو بھی محبت کرے گا۔'

فاران احمد نے محبت کی تھی!

'تو بھی کسی کو ٹوٹ کر چاہے گا۔۔'

اس نے بھی کسی کو ٹوٹ کر چاہا تھا۔

اور پھر۔۔ پھر وہ تجھے چھوڑ جائے گی۔'

اور پھر وہ اسے توڑ گئی۔

'پھر میں تیرے پاس آؤں گا۔ اور کہوں گا کہ دل پہ مت لے۔ وہ چلی گئی تو کیا ہوا، کوئی اور آجائے گی۔'

اسکے جانے کے بعد کوئی نہیں آیا۔ اس نے آنے ہی نہ دیا۔

"یہاں دستخط کرو غازہ ! "کاغذ غازہ کے سامنے کرتے ہوئے انہوں نے کہا تو غازہ نے ایک نظر اپنے سامنے بیٹھے اس اجنبی شخص کو دیکھا جس سے ابھی وہ چند گھنٹوں پہلے ملی تھی۔ ان چند گھنٹوں کی ملاقات نے اس شخص کو اس کا مختار بنا ڈالا تھا۔ زندگی میں پہلی بار قلم پکڑتے ہوئے غازہ کے ہاتھ بُری طرح کانپے تھے۔ وہ تو با آسانی قلم تھام کر شفاف کاغذ پر آڑھی ترچھی لکیریں کھینچ کر بہت سارے خاکے بنالیا کرتی تھی، کچھ دھندلے ہوتے تو کچھ میں پہلی ہی جست میں جان موجود ہوتی۔

"تم رشتے کھونے سے ڈرتی ہو غازہ ! "سبیکہ کا چند روز قبل کہا گیا جملہ کان کے پردے پر ابھرا تھا۔

"سچ کہا تھا تم نے میں رشتے کھونے سے ڈرتی ہوں سبیکہ ! اور یہ نیا ادھورا رشتہ بھی شاید میں کھونے کے لیے ہی بنا رہی ہوں۔" دل میں اس کے کہے کا جواب دے کر اس نے کاغذ پر قلم گھسیٹا تھا۔ عجیب بات تھی وہ ایک کاروباری شادی کے لیے دلہن بنی ہوئی تھی۔

☆☆☆

"میری زندگی برباد کر کے تم یہاں سکون سے سو رہی ہو۔ شام سے مینو مجھے فون کر رہی ہے اور میں اس کا فون نہیں اٹھا رہا جانتی ہو کیوں؟ کیونکہ میں اس سے بے وفائی کرنے پر بے حد شرمندہ ہوں۔ اپنی زندگی میں پہلی بار میں نے کسی کو چاہا ہے اور تم زبردستی ایک بزنس ڈیل کی طرح میرے سر پر آگئی ہو۔" وہ بالوں میں ہاتھ چلاتا ہوا اپنے اندر کا سارا انتشار اس پر انڈیل رہا تھا۔ غازہ خاموشی سے بس اس کی جانب دیکھ رہی تھی۔ اسے واقعی ہی اس شخص پر ترس آیا تھا جس کی محبت آباد ہونے سے پہلے ہی اس کے باپ نے اجاڑ دی تھی۔ وہ بستر سے اتر کر اس کے نزدیک آئی تھی۔

"میں بہت تلخ ہو چکی ہوں کلیج ! جانتے ہو کیوں؟" اس نے اس کے چہرے کی جانب دیکھتے ہوئے انتہائی آہستگی سے کہا تھا۔

"کیونکہ اس دنیا اور معاشرے کی سفاکی آپ کو تلخ بنا دیتی ہے۔ اول تو مجھے یہ معلوم نہیں تھا کہ تم کسی سے کمیٹڈ ہو اور بالفرض اگر مجھے معلوم بھی ہوتا تو تب بھی میں وہاں کچھ نہیں کر پاتی۔ میں یہ کاغذی تعلق تب بھی نہیں روک سکتی تھی۔ تمہاری مجرم میں نہیں ہوں کلیج ارسلان ! بلکہ اپنے مجرم تم خود ہو۔ مینو کے مجرم تم ہو جو محض اپنے باپ کی لالچ کے ہاتھوں اپنی محبت پر ایک کاغذی سوتن لے آیا۔" وہ سینے پر بازو لپیٹے انتہائی تلخی سے کہہ رہی تھی جبکہ کلیج بس حیرت سے اس کی جانب دیکھ رہا تھا۔

"جانتے ہو میرے لیے اب محبت کیا ہے۔" وہ آنسوؤں کو بمشکل روکے ہوئے تھی۔ "م جس سے (ال) مالک شروع ہوتا ہے، ح جس سے (ال) حلیم شروع ہوتا ہے، ب جس سے (ال) باری اور ت سے تمنا (وہ جو اللہ سے کی جاتی ہے) شروع ہوتی ہے۔۔ بس یہی ہے میرے نزدیک محبت!" وہ ضبط کی انتہا پہ تھی۔ "ایک وقت تھا تم میری تمنا تھے مگر اب صرف ایک ہی تمنا ہے میری۔۔۔۔ اللہ۔۔۔۔ بس اللہ۔۔۔!" وہ رکی اور گہرا سانس لے کر بولی۔ "ایک بار بھابھی نے کہا تھا کہ ایک بار جو چڑھ جائے رنگِ حبِّ الٰہی تو اترتا نہیں۔۔۔۔! ہاں وہی رنگ چڑھ گیا ہے مجھے۔" وہ زید کی خاموشی سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔۔ اب ایک آخری جملہ رہ گیا تھا کہنے کو۔ وہ ہمت پیدا کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ وہ کہنے لگی تھی کہ زید بولا۔ "تمنا تمہیں نہیں بھی ہے تو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ میں تمہارا ہوں، تمہارا تھا، اور تمہارا ہی رہوں گا۔ شوہر کی تمنا بھی ہوتی ہے بھلا کسی کو۔" وہ مسکرانے کی کوشش کر رہا تھا۔

"شوہر کے غیر محرم ہونے میں بس ایک دستخط کی دیر ہوتی ہے۔" وہ سنگدل ہو چکی تھی۔ دوسری جانب زید کو دھچکا لگا تھا۔

☆☆☆

"مجھے سننے میں آیا ہے کہ تم کسی کو پسند کرتی ہو۔" اسے جھٹکا لگا کیا وہ جان گئے تھے۔ وہ ذرا بوکھلا گئی مگر جھوٹ وہ نہیں بولنا چاہتی تھی۔

"جی، مگر آپ سے کس نے کہا؟" اس نے لکھ ہی دیا۔

"وہ اہم نہیں ہے۔ تم یہ بتاؤ کہ اس کا نام کیا ہے؟" وہ کچھ مزید بوکھلائی۔ اب کیا کرے؟

"میں نہیں بتا رہی۔ ابھی کچھ کنفرم نہیں ہے۔ میں ایسے تو نام نہیں بتا سکتی نا؟" اسے یہی جواب ٹھیک لگا تھا۔ اس نے سوچا تھا کہ وہ یہ تاثر دے گی کہ وہ جو کوئی بھی ہے اس نے سوچنے کا وقت مانگا ہے۔ اب جھوٹ ہے تو جھوٹ سہی۔ شرم سے تو بچ جائے گی نا۔

"ویسے تم نہ بھی بتاؤ تو میں جانتا ہوں وہ کون ہے۔" وہ گھبراہٹ میں پگھل رہی تھی جلتی موم کی طرح۔

اچھا اتنے پُر یقین ہیں تو بتائیں نام؟" اس نے ڈرتے ڈرتے ٹائپ کیا۔

"میں جانتا ہوں تم مجھے ہی پسند کرتی ہو، آئمہ۔" وہ دم بخود رہ گئی۔ آخر وہ کیسے جان سکتے تھے؟ ور اگر وہ جانتے تھے تو کب سے جانتے تھے؟ وہ حیران بھی تھی اور پریشان بھی۔

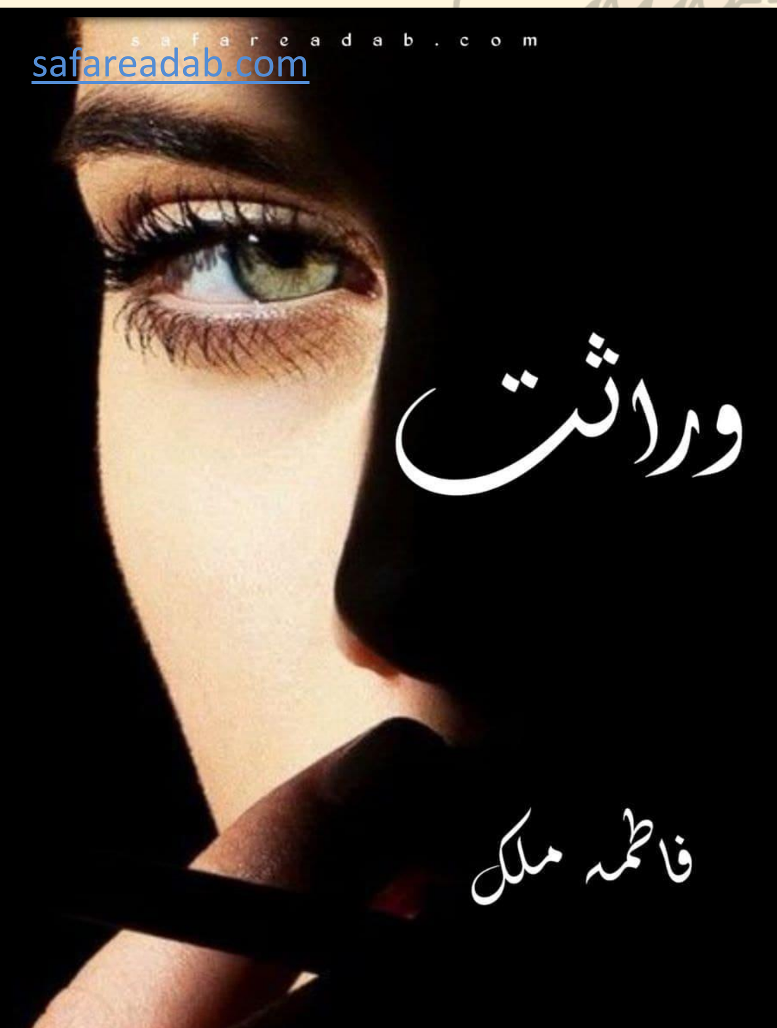

"اگر تمہاری مجھ سے شادی نہ ہوئی ہوتی اور تمہیں موقع ملتا تو کیا تم حسن خان کو اپنا لیتی؟"

رقیہ الجھ سی گئی۔ "میں سمجھی نہیں آپ کی بات کا مطلب۔"

وارث جان نے بہت سوچنے کے بعد سوال کا انداز بدل دیا۔ "تمہیں مجھ میں یا حسن خان میں سے کسی ایک کو چننا ہو تو کسے چنو گی؟"

رقیہ وارث کے اس سوال پر ناراض ہو گئی۔ "کیا ہو گیا ہے آپ کو۔۔ یہ کیسا عجیب سا سوال ہے۔۔ آپ شوہر ہیں میرے اور وہ کوئی نہیں میرا۔ بس ساتھ پڑھتا ہے اور اچھا کلاس فیلو ہے۔ اس کا آپ سے کیا مقابلہ بھلا!!"

وارث جان ابھی بھی الجھا ہوا تھا۔ "رقیہ میں صرف اور صرف تمہیں خوش دیکھنا چاہتا ہوں۔ اگر تم حسن خان کے ساتھ کو پا کر خوش رہ سکتی ہو تو۔۔۔" اس کے باقی ماندہ الفاظ اندر کہیں دب کر رہ گئے تھے۔ رقیہ جو وارث جان سے کبھی اونچی آواز میں بولنے کا سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔ اس نے وارث جان کے گال پر زوردار تھپڑ مار دیا۔۔ اسے خود بھی اندازہ نہیں تھا کہ کیسے اس کا ہاتھ وارث پر اٹھ گیا۔۔

☆☆☆

"امبر تم نے کہیں رقیہ کو دیکھا ہے۔ مجھے گیٹ سے پتا چلا کہ رقیہ آچکی ہے۔" رقیہ کی حسن کی طرف بیک تھی۔ رقیہ مسکراتے ہوئے پلٹی اور حسن خان وہیں دل تھام کر کھڑا ہو گیا۔ "اف۔۔ کوئی اتنا خوبصورت کیسے ہو سکتا ہے۔" اس سے پہلے کہ حسن خان مزید کچھ اور کہتا رقیہ اس کی طرف بڑھی۔ حسن خان کی آنکھوں کی چمک بتا رہی تھی کہ آج وہ رقیہ کو پا لینے کے جنون سے آیا ہے۔ حسن خان کے ساتھ اس کی والدہ بھی تھیں۔ انہوں نے رقیہ کے لیے تعریفی جملے کچھ اس طرح کہے۔ "بہت خوبصورت ہو تم اور آج تو بہت زیادہ حسین لگ رہی ہو۔ جانتی ہو آج حسن مجھے کیوں لایا ہے اپنے ساتھ؟؟" ابھی وہ مزید کچھ کہتیں کہ رقیہ نے مسکرا کر حسن کو مخاطب کیا۔

"حسن ان سے ملو میرے ہسبنڈ۔ سردار وارث جان۔" حسن کی آنکھیں پھٹ سی گئیں وہ بے اختیار بولا "کیا؟؟ کیا کہا ہے تم نے۔۔۔؟؟ کون ہے یہ ؟؟۔۔۔ مطلب تمہارے ساتھ کیا رشتہ ہے ان کا؟؟؟"

ناول کاتب تقدیر کی ایک جھلک

"سونیا میری بات بھی تو سنو، مجھ پر رحم کرو میں اس حالت میں بھی نہیں ہوں کہ تم سے رو رو کر تمہیں مانگوں کیونکہ میں پہلے ہی تمہاری ذات کے اور تمہارے آگے اتنا گڑ گڑا چکا ہوں کہ مجھے خود کو اندازا نہیں ہے کہ کبھی اُس خدا کے سامنے بھی اتنا گڑ گڑایا ہوں گا کہ نہیں "

وہ اس کے سامنے بیٹھا آنسو بہاتا اس کو منانے کی کوشش کر رہا تھا تا کہ وہ کسی بھی طرح اُس رشتے سے انکار کر دے۔

"میں تمہیں پہلے ہی بتا چکی ہوں کہ میری مرضی سے کچھ بھی نہیں ہو رہا ہے, میں اس معاملے میں چاہ کر بھی اپنی مرضی نہیں کر سکتی نہ ہی وہ میری کوئی رائے لینے کو تیار ہیں"

وہ مسلسل اسے چپ کروانے کی کوشش کر رہی تھی کیونکہ وہ اس کے آنسو برداشت نہیں کر پا رہی تھی وہ شخص اس کیلئے آج تک اپنی حیثیت سے بڑھ کر کرتا

آیا تھا لیکن آج جب اس کی باری آئی تھی اس کیلئے کچھ کرنے کی تو وہ کچھ نہیں کر پا رہی تھی۔۔۔

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس کو گھر جانے کی فکر بھی ھو رہی تھی اور اُسکو ڈر بھی تھا کوئی اُن دونوں کو اس جگہ دیکھ نہ لے

سونیا کا ارادہ اُس کو سمجھا کر جلد ہی اس جگہ سے نکلنے کا تھا لیکن وہ کسی صورت سمجھنے کیلئے تیار ہی نہیں تھا۔

بہت سمجھانے کے باوجود وہ نہ سمجھا تو بالآخر وہ اُسے اسی طرح روتا چھوڑ کر پارک سے گھر کیلئے نکل گئی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

وہ اس کی بے حسی دیکھ رہا تھا وہ آج اسے جاتے ہوئے دیکھ رہا تھا اس کے آنسو تھے کہ رکنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے۔۔۔

مکمل ناول فری میں پڑھنے کے لیے یہاں کلک کریں۔

safareadab.com

سفر ادب کی جانب سے ناولوں کی پی ڈی ایف کاپی کو ہر غلطی سے ماورا بنانے کی پوری کوشش کی گئی ہے۔ کسی بھی طرح کی غلطی پائی جانے پر اسے محض اتفاق سمجھا جائے۔ ہماری ٹیم کے تیار شدہ پی ڈی ایف کے تمام جملہ حقوق سفر ادب کے نام محفوظ کر لیے گئے ہیں۔ کسی ادارے یا شخص کی جانب سے ہمارے کام کو اپنے آفیشل استعمال میں لانے کی کوشش کو غیر قانونی سمجھ کر سفر ادب کی جانب سے کاروائی کی جاسکتی ہے۔

- ٹیم سفر ادب